ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.8,Issue No.1 (2026)
(January to March)

پاکستان میں مقبول عام قومی گیتوں کی مقبولیت کے اسباب کا تجزیہ

An analyss of the reasons behind the popularity of national songs in Pakistan

ڈاکٹر فرزانہ خدرزئی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جناح ٹاؤن، کوئٹہ

ڈاکٹر کرن داؤد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو ایس بی کے وومنز یونیورسٹی، بلوچستان

Dr. Farzana Khiderzai

Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Girls Degree College Jinnah Town, Quetta

Dr. Kirn Dawood Butt

Assstant Professor, Department of Urdu, SBKWU Balochistan, Quetta

Article Details
Received:
February 25, 2026
Accepted:
March 05, 2026
Online Published:
March 10, 2026

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Different principles are established to measure the popularity of everything. There are also certain standards to evaluate and assess a national song. A national song should have the ability, in every era, to inspire noble emotions, a spirit of freedom, and pure patriotic passion. In terms of wording, it should possess a high degree of musicality, melody, and rhythm when read or sung. Its style should be unique, and its frequent presentation through various media should be considered an honor and a matter of pride for that medium. Because of music, new styles of songwriting emerge, and the tradition of songs becomes widely popular among the public. The means through which national songs gained popularity have changed across different eras, from the creation of Pakistan up to the present. However, there are many songs whose popularity has remained constant since independence. Through these widely admired national songs, a sense of national consciousness became an identity of Pakistan, and their creators came to be recognized among the leading voices of awareness.

Key words: National songs, patriotic passion, musicality, popularity identity of Pakistan, voices of awareness

کسی چیز کی مقبولیت یا عوام الناس میں اس کی پسندیدگی کے جائزے سے متعلقہ شے کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ لگایا جاتا رہا ہے۔ یہ اندازہ اس شے کی عمومی و خصوصی حالت اور کیفیت کی پرتیں کھولتا ہے۔ ہر چیز کی مقبولیت ناپنے کے الگ الگ اصول موجود ہوتے ہیں یا وضع کر لیے جاتے ہیں۔ تاکہ پیمائش کی قدر اصولی، پائے دار اور قابل تسلیم رہے۔ پاکستان کے قومی گیتوں کی مقبولیت جانچنے اور ناپنے کے کم از کم اصول یہ ہیں:

۱۔ قومی گیت اپنی تخلیق سے لے کر جانچ پڑتال کے زمانے تک تخلیق کیے گئے گیتوں میں بہ طور خاص ہر طبقے میں جاذب، اہم اور معنی خیز رہا ہو۔

۲۔ قومی گیت اعلیٰ فکری اٹھان، منفرد معنویت اور دل پذیر تہ داری کا حامل ہو۔

۳۔ قومی گیت ہر دور میں جذبہ حریت کے تابع اعلیٰ اور پاک جوش و جذبہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۴۔ قومی گیت کا اسلوب بیان ہر دور میں منفرد نظر آتا ہو۔

۵۔ قومی گیت کو تحت اللفظ پڑھنے میں بھی موسیقت، نغمگی اور ترنم کے عوامل بدرجہ اتم موجود ہوں۔

۶۔ زبان زد عام ہو۔

۷۔ مختلف تقریبات خصوصا قومی دنوں کی مجالس میں اس کا اجتماعی یا انفرادی طور پر گایا جانا معمول ہو۔

۸۔ اخبارات، رسائل و جرائد میں تواتر سے چھپتا چلا آتا ہو۔

۹۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم اور دیگر جدید ذرائع ابلاغ میں اسے تواتر سے پیش کیا جانا اس ذریعہ کا اعزاز اور خوش بختی سمجھا جائے۔

۱۰۔ غیر معمولی اوصاف کے باعث کسی دور میں نصابی کتابوں کا حصہ رہا ہو۔

۱۱۔ اپنی ثقافت اور قومی تقاضوں کا بھرپور رنگ و آہنگ اس میں موجود ہو۔

۱۲۔ ہر عہد کے اعلیٰ فکری رجحانات کا بے باک ترجمان ہو۔

۱۳۔ موزوں اور لہجے کے لحاظ سے آسان بحر کا استعمال

۱۴۔ موسیقی کی وجہ سے گیت نگاری کے نئے انداز ایجاد ہوں، گیتوں کا رواج عام ہوا اور اس سلسلے میں کئی اختراعات عمل میں آئیں۔

عام گیتوں میں بے شک اصول و ضوابط کو مد نظر نہ رکھا جائے تو کوئی قباحت نہیں مگر قومی گیتوں کی تخلیق میں ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ باقاعدہ اصول و ضوابط پر عمل پیرا ہونا ہی گیتوں کو مقبول بنا سکتا ہے اور کامیابی سے ہم کنار کر سکتا ہے۔ ان سے بچے، جوان ،بوڑھے ،مرد ،خواتین سبھی محظوظ ہوتے ہیں۔ یہ اعزاز پاکستان کو حاصل ہے کہ یہاں قومی گیت نگاری کو اہمیت حاصل ہے۔ قومی گیتوں کی مقبولیت ناپنے کے ان اصولوں کو مد نظر رکھے بغیر عوام الناس کی افتاد طبع اور رجحانات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ان اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قومی گیتوں کی مقبولیت کے ایسے بہت سے حقائق سامنے آجاتے ہیں جن کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کس دور میں، اور کون سی طبقہ عمر کے لوگوں میں کون کون سے گیت مقبول رہے ہیں؟ پاکستانی معاشرے اور یہاں بسنے والے افراد کی ذہنی کیفیت اور معین خیالات جو گیتوں کے حوالے سے عہد بہ عہد سامنے آتے رہے اس کے توسط سے روزمرہ انسانی رجحانات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قوم کے افراد میں عمر کے مطابق گیتوں کی پسندیدگی کا عنصر مختلف دکھائی دیا۔ عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ مشاہدات کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ قومی گیتوں نے اپنی تخلیق کے آغاز سے اب تک زندگی کے کتنے مراحل طے کیے۔ ہر دور میں مقبولیت کے اپنے تقاضے رہے۔ ہر دور میں گیت پاکستانی معاشرے کا اہم حصہ رہے۔ اس حوالے سے گیتوں کی مقبولیت کی مجموعی صورت حال مختلف عمر رکھنے والوں کے ہاں کچھ اس طرح دکھائی دیتی ہے۔ قومی گیتوں کی مقبولیت کو جانچنے کے لیے ایک سوالنامہ ترتیب دیا گیا۔ اکیس افراد پر اس جائزہ کے توسط سے معلوم کیا گیا کہ کون کون سے گیت عوام الناس میں مقبول ہیں۔ اس سوالنامے عوامی جائزوں پر مشتمل اس سوالنامے سے بہ خوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قوم کے کسی فرد کی قومی گیتوں میں دلچسپی کی کیا صورت ہے؟ اور مختلف طبقہ عمر کے افراد

میں کون سے گیت مقبولیت کی سند رکھتے ہیں؟ اس سوالنامے کے مطابق گیتوں کی پسندیدگی کے حوالے سے عوام الناس میں تین طبقہ عمر کے لوگ سامنے آئے۔ اس کے مطابق بچوں سے لے کر بڑوں تک جو قومی گیت سب سے زیادہ مقبول ہیں ان میں:

۱۔ یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے
۲۔ چاند روشن چمکتا ستارہ رہے
۳۔ وطن کی مٹی گواہ رہنا
۴۔ ہمارا پرچم یہ پیارا پرچم
۵۔ بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو بچوں سے ڈرتا ہے
۶۔ چاند میری زمیں پھول میرا وطن
۷۔ دل دل پاکستان جاں جاں پاکستان
۸۔ جیوے جیوے پاکستان
۹۔ شکریہ پاکستان پاکستان شکریہ
۱۰۔ میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے
۱۱۔ اے دشمنِ دیں تو نے کس قوم کو للکارا
۱۲۔ اے جواں اے جواں جیت ہے تیر انشاں

مردوں میں ان گیتوں کی پسندیدگی کا تناسب ۶۸ فی صد۔ خواتین میں ۷۰ فی صد۔ بچوں میں ۷۵ فی صد۔ جوانوں میں ۷۷ فی صد اور ۵۰ سال سے زیادہ عمر کے اشخاص میں ۷۰ فی صد رہا۔ اس اعتبار سے قومی گیت ہر طبقے اور ہر عمر کے افراد میں دوسرے گیتوں کے مقابلے میں زیادہ مقبول ہیں۔ اس تناظر میں پاکستان میں قومی گیتوں کی مقبولیت کے ادوار کچھ اس طرح سے سامنے آتے ہیں:

الف۔ دورِ اول (۱۹۴۰ء سے ۱۹۶۵ء تک)
ب۔ دورِ دوم (۱۹۶۵ء سے ۱۹۸۵ء تک)
ج۔ دور سوم (۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۰ء تک)
د۔ دورِ جدید (۲۰۰۰ء سے تاحال)

قومی گیتوں کی مقبولیت کے سب سے بڑے ذرائع ابلاغ عامہ ہیں۔ پاک بھارت جنگوں کے دوران ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن، فلموں، اخبارات، رسائل اور جرائد کے ذریعے ایک شعوری کوشش کے تحت قومی گیتوں کو فروغ دیا گیا۔ اظہار کے ان ذرائع نے گیتوں کو عوام الناس میں مقبول اور پسندیدہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس شعوری کوشش کے تحت گیتوں نے جو مقبولیت حاصل کی اس میں عہد بہ عہد یہ تیزی آنے لگی۔ اس عہد میں قومی گیتوں کو معروف و مقبول بنانے کا فریضہ شعرا کے ساتھ ساتھ گلوکاروں، پرڈیوسروں اور موسیقاروں نے بھی سر انجام دیا۔ ساز، موسیقی، آوازوں کے تال میل اور باہمی آمیزش سے تشکیل پانے والوں گیتوں نے سننے والوں کو مسحور کر دیا۔ اب گیت شاعر، گلوکار، موسیقار اور پرڈیوسر کی ملی جلی تخلیقی ذہانت سے مقبولیت اور شہرت کا درجہ پانے لگے۔ اس کی وضاحت حسن اکبر کمال اس طرح سے کرتے ہیں:

"میڈیا کے لیے لکھنے میں ایک اجتماعی کاوش یا ٹیم ورک کا تصور پیش نظر رہتا ہے ،یعنی conceptدینے والا پروڈیوسر،دھن تخلیق کرنے والا موسیقار 'لفظ کو حسنِ ترتیب سے آشنا کرنے والا شاعر اور خیال کو آواز کا روپ دینے والا گلوکار سب مل کر ایک نغمے کی تخلیق کو ممکن بناتے ہیں۔"(۱)

گیت ہیں ہی گانے کی چیز۔اس لیے اس طرز طریقہ نے گیتوں کو وقار بخشا اور ایک بڑی روایت کا آغاز ہوا۔گیت جو پہلے پہل تحریری طور مقبول تھے یا پھر جلسے جلوس میں گائے جاتے ،مگر اب یہ تحریری شکل کے ساتھ ساتھ گائیگی کی صورت میں بھی تواتر کے ساتھ ڈھالے جانے لگے۔تحریک پاکستان کے حوالے سے منعقد کیے جانے والے جلسے جلوس کی تہذیب کا دور قیام پاکستان کے بعد ختم ہو گیا مگر اس تہذیب کے نقشے ان گیتوں میں آج بھی زندہ ہیں۔ملت کا پاسباں ہے،پاکستان کا مطلب کیا؟ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے ،میں آج بھی ان جلسے جلوس کی پیدا کردہ عصری حساسیت کو دیکھا جاسکتا ہے،اور اس تہذیب کی رواں دواں کیفیات کو محسو س کیا جاسکتا ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ جدت کا راستہ ہم وار کرنے والے گیتوں کے علاوہ نئے خارجی حالات کے زیر اثر شعرا بھی بعض نئی قدروں کی طرف مائل ہوئے۔جس سے گیتوں میں نئے رجحانات سامنے آئے۔ان رجحانات کے زیر اثر گیتوں کے روایتی موضوعات نئی زندگی سے ہم آہنگ ہونے لگے۔ان کی لفظیات میں تبدیلی آئی۔پرانی تشبیہات واستعارات کم ہوئیں۔نئے لفظوں سے نئی منظر کشی کی گئی جو پرانی سے بھی ہم آہنگ تھی۔نئی لفظیات اور نئے موضوع سامنے آئے جو گیتوں کے نئے پن اور اور جدت کا ثبوت ہیں۔بہتر موسیقی میں ڈھلنے کے ساتھ ساتھ گلوکاروں نے اپنے اپنے منفرد انداز سے گا کر نہ صرف جدت کے نئے رنگ بھرے،بل کہ مقبول عام بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔اس دور میں گلوکاروں کے توسط سے یہ گیت اس قدر مقبول ہوئے کہ لوگ ان کے حقیقی خالقوں کی بجائے انہیں گلوکاروں،مخصوص دھنوں اور دل کش موسیقی کی نسبت سے پہچاننے لگے۔

معروف قومی گیت دل دل پاکستان جس کے شاعر نثار ناسک ہیں مگر پاکستان کا بچہ بچہ اس گیت کو نثار ناسک کی بجائے جنید جمشید اور موسیقار شعب منصور سے منسوب کرتا ہے۔صوفی غلام مصطفی تبسم کے ستمبر ۱۹۶۵ع کی جنگ میں لکھے پنجابی اور اردو زبان میں تین گیت بے حد مقبول و معروف ہوئے۔یہ گیت گلوکارہ ملکہ ترنم نور جہاں نے گائے۔ان کے لکھے معروف پنجابی گیت اِہہ پُتر ہٹاں تے نئیں وِکدے،میریا ڈھول سپاہیا اور اردو گیت،یہ ہوائوں کے مسافر یہ سمندروں کے راہی عوامی طبقے میں ملکہ ترنم نور جہاں کی نسبت سے یاد کیے جاتے ہیں۔یہ گیت عوام الناس میں صوفی غلام تبسم کی بجائے نور جہاں کی نسبت سے بے حد معروف ہوئے۔میریا ڈھول سپاہیا ۳۰اپریل ۲۰۱۴ع میں شہزاد رائے اور عائشہ عمر نے دوبارہ گایا۔تاہم یہ تینوں گیت ملکہ ترنم نور جہاں کا حوالہ بن چکے ہیں۔جمیل الدین عالی کے گیت اے وطن کے سجیلے جوانو کو بھی ملکہ ترنم نور جہاں نے گایا۔ان کی دل کش آواز اور اس گیت کے بول کو سراہتے ہوئے مہرالنساء عزیز لکھتی ہیں:

"ملکہ ترنم نور جہاں کی آواز نے اس گیت کو پر پرواز عطا کیا۔عوامی حلقوں سے لے کر عسکری حلقوں تک اس کے سادہ مگر نفیس بول لہو کی گردش میں اترتے چلے گئے۔"(۲)

گیتوں کو عام لوگوں میں جن گلوکاروں نے مقبول و محبوب قومی صنف سخن بنایا ان میں ایم افراہم، امانت علی خان، سلیم رضا، شہناز بیگم، ملکہ ترنم نور جہاں، منور سلطانہ، مہدی حسن، ناہید اختر، نصرت فتح علی خان، نیرہ نور کے علاوہ نئی نسل کے گلوکاروں جنید جمشید، حسن جہانگیر، راحت فتح علی، سلیم جاوید، شہزاد رائے، عارف لوہار، عارفہ صدیقی، عاطف اسلم، عالم گیر، علی حیدر، فاخر محمو، محمد علی شہکی، ہارون نے گیتوں میں اپنے اپنے انداز سے انفرادیت کے رنگ بھرے۔ گیتوں کو تخلیق کرنے والے اولین معماروں کی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ ان اولین معماروں کے لکھے گیت بھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گائے گئے اور آج بھی ان کی مقبولیت کم نہیں ہوئی۔ تاہم ان معماروں کے قائم کردہ راستوں پر چل کر نئی نسل کے شعرا نے گیتوں کی تخلیق کر کے ان میں جدت کے رنگ بھرے۔ نئی صدی میں نیار جحان اس طرح خصوصی طور پر نظر آیا کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گایا گیا گیت دوبارہ گایا گیا۔ آوازیں ہر دور میں بدلیں مگر عموماجس گلوکار کے حوالے سے سب سے پہلے مقبول ہوا۔ مقبولیت کا وہ ریکارڈ آج تک بھی قائم رہا۔

دور حاضر میں ایسے بے شمار شعرا نظر آتے ہیں جنھوں نے اس صنف میں اپنی اپنی تخلیقات پیش کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ ان شعرا میں پیشتر ایسے شعرا بھی ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے تخلیق کردہ گیت آج بھی مقبولیت کی اسی سطح پر دکھائے دیتے ہیں جتنی مقبولیت ان کی تخلیق کے ابتدائی دنوں میں ہوئی تھی۔ جن میں میاں بشیر احمد کا لکھا گیت ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح ۱۹۴۰ء سے لے کر آج تک مقبول ہے۔ قائد اعظم کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کا لکھا ایک اور گیت بھی بہت مقبول ہوا جس میں ملت ہے فوج، فوج کا سردار ہے جناح، اپنی تخلیق یعنی ۱۹۴۵ء کے دور سے لے کر آنے والے وقتوں میں بھی مقبول و معروف رہا۔ تاہم وہ مقبولت جو ملت کا پاسباں کے حصے میں آئی وہ ان کے لکھے دیگر گیتوں کو نہ مل سکی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ گیت اخبارات ورسائل میں تواتر سے چھپتا رہا، بعد میں جب ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا دور آیا تب یہ گیت ان دونوں ذرائع سے نشر ہو کر مقبول ہوتا رہا۔ یہ گیت عہد بہ عہد ان گلوکاروں نے گا کر اسے مقبولیت کی اس بلند سطح پر پہنچایا۔ اس کے علاوہ اختر شیرانی کا نہ ہو کیوں ہمیں دل سے پیارا وطن، حفیظ جالندھری کا اے میرے آبا وطن آزاد پاکستان، اور ناصر کاظمی کا لکھا گیت ہمارے پاک وطن کی شان، ہمارے شیر دلیر جوان یہ تینوں گیت گائے گئے اور بہت مقبول ہوئے۔

اس دور کے نمائندہ شعرا اسد محمد خان، احمد ندیم قاسمی، بشیر فاروق، جمیل الدین عالی، حمایت علی شاعر، صہبا اختر، طفیل ہوشیار پوری، فیاض ہاشمی، کلیم عثمانی، مسرور انور، نثار ناسک اہم ہیں جنہوں نے گیتوں کی ترقی اور ترویج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے توسط سے گیتوں کو مقبولیت کی سند ملی۔ تاہم یہاں ان شعرا کا درجہ متعین کرنا اور ان کی قدر و قیمت کے حوالے سے کوئی فیصلہ دینا مقصد نہیں ہے بل کہ عہد حاضر کی زندگی میں قومی گیتوں کی مقبولیت کے مختلف پہلوئوں کی جانب توجہ کرنا تاکہ ان مقبول عام گیتوں کا مطالعہ کر کے مستقبل کے امکانات پر روشنی ڈالی جاسکے۔ یہاں ان شعرا کی ایسی تخلیقی کاوشوں کا مختصر مطالعہ پیش کیا جاتا ہے جن کے توسط سے ایسے گیت منظر عام پر آئے جنہوں نے مقبولیت کے ریکارڈ توڑے۔ گیتوں میں زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ نئے رنگ و روپ میں ڈھلنے کے علاوہ ان میں توسیع کے امکانات بھی بڑھ گئے۔ یہ تمام وہ شعرا ہیں جو اس دور کے بہترین قومی گیت نگار کے طور پر سامنے آئے۔ ان کے زیر اثر اور بھی بہت سے شعرا اس جانب راغب ہوئے اور قومی گیتوں کے ان بڑے بڑے ستونوں کے پہلو بہ پہلو قومی گیتوں کے سفر میں شریک رہے۔ یہ شعرا ممکن حد تک گیتوں کو وسعت دیتے رہے۔ نئے تجربوں کو اس صنف کے دامن میں سمو کر مستقبل کا سفر جاری رکھا۔ نتیجہ کے طور پر نہ صرف گیتوں کا چلن عام ہوا بل کہ بہت سے گیتوں کو مقبولیت کی سند ملی۔ مقبول عام قومی

گیتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہاں دست یاب مقبول گیتوں کے ادوار کو مد نظر رکھتے ہوئے شعرا، گلوکار اور موسیقار کی فہرست الف بائی ترتیب کے ساتھ فہرست فراہم کی گئی ہے۔ دورِ اول سے تعلق رکھنے والے مقبول عام گیتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الف۔　دورِ اول (۱۹۴۰ء سے ۱۹۶۵ء تک)

i۔ میاں بشیر احمد:

ا۔ ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح

۲۔ ملت ہے فوج، فوج کا سردار ہے جناح

ii۔ شوکت تھانوی:

ا۔ چاند روشن چمکتا ستارہ رہے

iii۔ صوفی غلام مصطفی تبسم:

ا۔ قدم بڑھاؤ ساتھیو تم وطن کے شیر ہو

iv۔ طفیل ہوشیار پوری:

ا۔ اللہ کی رحمت کا سایہ توحید کا پرچم لہرایا

v۔ فیاض ہاشمی:

ا۔۔ آؤ بچو سیر کرائیں تم کو پاکستان کی

۲۔ یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران

۳۔ ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے

یہ تمام گیت بہت مقبول ہوئے۔ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ان کی مقبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا بل کہ لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ ہو گئے۔ ان تمام شعرا کا نام گیتوں کی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات کو قومی گیتوں میں رقم کیا۔ ان گیتوں کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ فکر کے ساتھ ساتھ فنی لوازمات اور شاعرانہ خوبیوں کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ ذرائع ابلاغ کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے سبب قومی گیتوں کو مقبول ہونے کے مزید مواقع فراہم ہوئے۔ قومی گیتوں کی مقبولیت بڑھانے میں ابلاغ عامہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور پسندیدگی نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ اخبارات و رسائل میں یہ گیت چھپتے رہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر کیے جاتے رہے۔ جب بھی کوئی اہم قومی موقعہ و محل آتا ہے ملک کے نامور گلوکار منفرد موسیقی سے مزین کر کے پیش کرتے ہیں۔ گیتوں کے فروغ میں ان شعرا نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ناموں میں چند ایسے بھی ہیں جنہوں نے قومی گیتوں میں وہ بلند معیار پیش کیا کہ اپنی اہمیت کے پیش نظر قومی گیتوں کی تاریخ میں ایسے گیتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان شعرا نے گیتوں کو وہ وقار بخشا کہ ایک بڑی روایت کا آغاز کیا۔

قیام پاکستان کے بعد یہاں کی تہذیبی روایت، سلامتی، خود مختاری، ایک آزاد ریاست کے قیام کا خوش کن تصور گیتوں کے لیے بہترین فضا کا درجہ رکھنے لگا۔ پہلے دور کے اختتام پر دوسرے دور کا آغاز ایسے حالات میں ہوا کہ جب قوم کو پاکستان کی سالمیت خطرے میں نظر آئی۔ ان حالات میں وطن کے ساتھ ساتھ قوم کے ہر فرد کو اپنے مٹ جانے کا خوف لاحق ہوا۔ اگرچہ ان حالات میں سکون اطمینان نہ تھا اور نہ ہی حالات ساز گار تھے۔ جب کہ تخلیقی کام کے لیے امن و سکون اور خوش خوار ماحول کا تسلسل بہترین محرک

کا کام کرتا ہے مگر دورِ دوم میں ہونے والی پاک بھارت جنگوں اور حالات کی ناسازگاری نے گیتوں کی ادبی تاریخ میں موثر اور متوازن شعری نقش تشکیل دیا۔ دورِ دوم سے تعلق رکھنے والے شعرا نے دورِ اول کی شعری روایت سے مستفض ہو کر ماضی کی روایت کو ایک نئے شکل و صورت عطا کی۔ جس سے قومی گیت خوش گوار اور کیفیت نواز بنتے ہیں۔ یہ نیا رنگ گیتوں کی مجموعی روایت کو منفرد مقام عطا کیا۔

ب۔　دورِ دوم (۱۹۶۵ء سے ۱۹۸۵ء تک)

i۔ احمد ندیم قاسمی:

ا۔ خوشبو بن کے مہک رہا ہے میرا پاکستان

ii۔ اسد محمد خان:

ا۔ زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے:

iii۔ بشیر فاروق:

ا۔ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے

۲۔ یہ دیس ہمارا ہے اسے ہم نے سنوارا ہے

۳۔ سورج کرئے سلام چندا کرئے سلام

iv۔ تنویر نقوی:

ا۔ رنگ لائے کا شہیدوں کا لہو

v۔ جمیل الدین عالی:

ا۔ اے وطن کے سجیلے جوانو میرے نغمے

۲۔ جیوے جیوے پاکستان

۳۔ ہم تا ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں

۴۔ محبت امن ہے اور امن کا پیغام پاکستان

۵۔ اتنے بڑے جیون ساگر میں تو نے پاکستان دیا

۶۔ ہم مائیں ہم بہنیں ہم بیٹیاں، قوموں کی عزت

۷۔ دین زمین سمندر دریا صحرا کوہستان

vi۔ جوش ملیح آبادی:

ا۔ قسم اس وقت کی جب زندگی کروٹ بدلتی ہے

vii۔ حافظ مظہر الدین (اردو) محمود جامی (کشمیری):

ا۔ میرے وطن تیری جنت میں آئیں گے اک دن

viii۔ حمایت علی شاعر:

ا۔ جاگ اٹھا ہے سارا وطن

۲۔ اے دشمنِ دیں تو نے کس قوم کو للکارا

xi۔ ساقی جاوید:

۱۔ اے ارضِ وطن تو ہی بتا تیری صدا پر

۲۔ چاند میری زمین پھول میرا وطن

x۔ صوفی غلام مصطفی تبسم

۱۔ ایہہ پتر ہٹاں تے نئیں وکدے

۲۔ میریا ڈھول سپاہیا

۳۔ یہ ہوائوں کے مسافر یہ سمندروں کے راہی:

ix۔ صہبا اختر:

دنیا جانے میرے وطن کی شان

۶۔ میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے

iix۔ طاہر پرواز:

۱۔ نئے دنوں کی مسافتوں کو اجالنا ہے

iiix۔ کلیم عثمانی:

۱۔ یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے

۲۔ یہ نور کا مسکن ہے ستاروں کی زمیں ہے

۳۔ اس پرچم کے سایے تلے ہم ایک ہیں

xix۔ مسرور انور:

۱۔ وطن کی مٹی گواہ رہنا

۲۔ اپنی جان نذر کروں

۳۔ جگ جگ جیئے میرا پیارا وطن

۴۔ سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد

xvi۔ مشیر کاظمی:

۱۔ اے راہ حق کے شہیدو وفا کی تصویرو

دورِ دوم سے تعلق رکھنے والے شعرا نے گیتوں کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ اس دور میں ریڈیو پاکستان، پاکستان ٹیلی ویژن اور فلم انڈسٹری کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ یہی وہ ذرائع ہیں جن کے توسط سے گیت زبان زد عام ہوئے اور بچے، بوڑھے، جوان، غرض ہر طبقہ عمر سے تعلق رکھنے والوں نے قومی گیتوں کو بے حد پسند کیا۔ شعرا نے فلموں کے لیے بھی بے شمار گیت ریکارڈ کروائے۔ بہت سے اہم اور معروف گیت فلموں کا حصہ بنے۔ بشیر فاروق کا گیت یہ دیس ہمارا ہے اسے ہم نے سنوارا ہے، یہ گیت پرائمری جماعت کی نصابی کتابوں کا حصہ رہا ہے۔ تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے بہت زیادہ مقبول ہوا۔ اس گیت کی زبان سادہ

، سلیس اور شگفتہ ہے۔ جس میں موسیقی، اثر آفرینی اور شیرینی کا حد درجہ احساس جھلکتا ہے۔ بشیر فاروق سادہ سی زبان میں قوم کے دیگر افراد سے مخاطب ہو کر پاکستان سے اپنی نسبت، تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے میں اپنی نسبت قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اِک دیار نُور نکہت پاک یہ مہران ہے
نُور آنکھوں کا میری خاک بلوچستان ہے
دِل ہے سرحد کی زمین پنجاب جسم و جان ہے
اِس پہ دل قربان اس جان بھی قربان ہے
تیرا پاکستان ہے یہ میر ا پاکستان ہے"(۳)

اس دور کے پیشتر گیتوں کو بطور آلہ کار کے استعمال کیا گیا ہے۔ ان کو بطور عوامی اور قومی معاملات و مسائل کے سلجھاؤ کے لیے برتا گیا اور یہی ان کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ قومی گیت پاکستان کے معاشرے میں قوم کی آزادی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کا مخاطب ہر سطح اور ہر طبقے کے لوگ ہیں۔ اس لیے ان میں آسان زبان کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ابلاغ شاعری کا اہم ترین جزو قرار پاتا ہے اس لیے شاعر اپنے ذہن اور قارئین کے ذہن کے درمیان اتحاد کا رشتہ قائم کرتا ہے۔ وہ زبان و بیان کی مخصوص حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس حد کے اندر رہ کر نئے استعارے اور علامتیں تراشتا ہے۔ تاہم گیتوں کا مقصد ابلاغ سے کہیں زیادہ جذبات و احساسات کا فوری اظہار ہے۔ اس لیے استعاروں اور علامتوں کے تعین میں غور و غوض سے کام لے کر سادگی کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ان عام فہم علامتوں، استعاروں اور تشبیہوں کو برتا گیا جو اصل مفہوم سے نزدیکی نسبت رکھتے ہیں اور پڑھنے، سننے والوں کا ذہن اسے کم و بیش قبول کر لیتا ہے تو مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اصل مفہوم اور استعاروں کے درمیان مناسبت کا فاصلہ بڑھ جائے تو اس سے ابہام کی صورت پیدا ہوتی ہے مگر گیتوں میں ابہام کی مثالیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سادگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے فنی اور فکری لوازمات کا بھی اہتمام کیا گیا جن کے استعمال سے شعریت کے عناصر بھی بہ حسن و خوبی دکھائی دیے۔ مقبول ہونے والے یہ تمام گیت بار بار نشر ہوتے رہے اور چھپتے رہے۔ مقبولیت کی اک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تمام گیت زبان زد عام ہیں۔ ان میں موسیقت، نغمگی اور ترنم کے عوامل کو مد نظر رکھا گیا۔ ان مقبول گیتوں میں پیشتر تعلیمی اداروں، عوامی جلسوں اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری تقاریب میں گائے جاتے ہیں۔ عزم و ارادے سے لبریز حمایت علی شاعر کے فلم جہاد کے لیے لکھے اس مقبول گیت، اے دشمنِ دیں تو نے کس قوم کو للکارا، کے استعاروں اور علامتوں کے انتخاب میں کس قدر سادگی کو مد نظر رکھا گیا ہے:

"اے دشمنِ دیں تو نے کس قوم کو للکارا
لے ہم بھی ہیں صف آرا
آ دیکھ کہ یہ بازو'بازو ہیں کہ تلواریں
سینے ہیں مجاہد کے یا آہنی تلواریں
گر جاتی ہیں قدموں کس طرح سے دستاریں
ہم تجھ کو دکھا دیں گے'سو بار یہ نظارہ
لے ہم بھی ہیں صف آرا "(۴)

ان مقبول گیتوں میں حب الوطنی کے جذبوں سے مغلوب ہو کر تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے، خوشبو بن کے مہک رہا ہے، چاند میری زمین پھول میرا وطن جگ جگ جیئے، سوہنی دھرتی جیسے لازوال اور مقبول قومی گیت تخلیق کیے گئے۔ ان گیتوں کے توسط سے نہ صرف پاکستانی قوم میں حب الوطنی کے جذبوں کو اجاگر کیا بل کہ خوب صورت گائیکی وجہ سے گلوکاروں اور دل کش دھنوں کی وجہ سے موسیقاروں کی وجہ شہرت بھی بنے۔ ان تمام مقبول گیتوں میں الفاظ کا چناؤ انتہائی خوب صورتی کے ساتھ کیا گیا۔ دورِ دوم کے پیشتر گیتوں کی پہلے دھن بنائی گئی پھر شاعری کی گئی۔ یہ گیت لکھے ہی اس لیے گئے کہ انہیں گایا جاسکے۔ اس نوعیت کے گیتوں میں موسیقی کی دھنوں اور آہنگ کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ ان میں دلی کیفیات کو زبان دے دی گئی ہے۔ باریک اور گہرے لفظوں کے انتخاب نے ان کو شہرت عطا کی۔

بشیر فاروق کے قومی گیت تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے، کی طرح صہبا اختر کا قومی گیت میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے زبان زد خاص و عام ہے۔ اس گیت میں بھی وہی بے ساختگی، روانی اور نغمگی ملتی ہے جو بشیر فاروق کے گیت میں ہے۔ ان دونوں گیتوں کے الفاظ بھی کم و بیش ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اس گیت میں سادگی اور خوب صورتی ملتی ہے۔ صہبا اختر اس گیت میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر پاکستان ہونے کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ان انمول اور سچے جذبوں کو اپنی نس نس اور رگوں میں محسوس کرتے ہیں۔ وطن کی مٹی گواہ رہنا جیسے گیتوں کی تخلیق کا مقصد حب الوطنی کا جذبہ ہے۔ اس جذبے کے تحت پاکستان کو مخاطب کر کے کئی گیت لکھے گئے جو بے حد مقبول ہوئے۔ ان میں سچائی اور خلوص سے لبریز خیالات، موسیقیت اور ترنم کے احساس میں گندھے ہوئے ہیں۔ صہبا اختر کے اس گیت کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"کہتی ہے یہ راہِ عمل، آئو ہم سب ساتھ چلیں
مشکل ہو یا آسانی، ہاتھ میں ڈالے ہاتھ چلیں
دھڑکن ہے پنجاب اگر، دل اپنا مہران ہے
میں بھی پاکستان ہوں، تو بھی پاکستان ہے" (۵)

اس دور کے گیتوں میں جیوے جیوے پاکستان ایک ایسا قومی گیت ہے جو آج بھی زبان زد عام ہے اس گیت نے عوام میں مقبولیت کے ریکارڈ توڑ دیے۔ جیوے جیوے پاکستان صرف قومی گیت ہی نہیں ہے بل کہ ایک دعا کے طور پر بھی بے حد مقبول ہوا یہ گیت جب پاکستان کی فضائوں میں گونجا تو دنیا بھر میں پاکستان کی پہچان بن گیا۔ یہ گیت شامل نصاب بھی ہے اور دہم جماعت کی اردو کتاب میں اپنی موجودگی سے طلبہ میں قومی گیتوں کی اہمیت کے احساس کو اجاگر کرتا ہے۔ ہم تا ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں، دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر قوم نے جذبات اور امنگوں سے بھرپور گیت سنا جو زبان زدِ عام ہوا اور مقبولیت کے ریکارڈ توڑ دیے۔ محبت امن ہے اور امن کا پیغام پاکستان بھی بہت مقبول ہوا۔ یہ گیت یوم آزادی کے موقع پر پیش کیا جاتا ہے۔ صرف جیوے جیوے پاکستان ہی نہیں بل کہ مقبول ہونے والے ان تمام گیتوں کو نت نئے افکار اور جدید خیالات و رنگوں سے ہم آہنگ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان میں اپنے وطن سے بے پناہ محبت کے جذبات کو پرویا اور سمویا گیا ہے۔ ان کی تخلیق میں خوب صورت لفظوں کا چناؤ کیا گیا۔ ان گیتوں کا ہر مصرعہ اپنے وطن سے والہانہ محبت اور شیفتگی کا مظہر ہے۔

ج۔ دور سوم (۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۰ء تک)

i۔ حسن اکبر کمال

ا۔ پاکستان جو تو نے ہے دیا، اس کو زمیں پر جنت دے بنا مولا

ii۔ سلمان احمد:

ا۔ جنون سے اور عشق سے ملتی ہے آزادی

iii۔ سیف زلفی:

ا۔ ہمارا پرچم یہ پیارا پرچم

iv۔ صابر ظفر:

ا۔ اے جواں اے جواں جیت ہے تیر انشاں

۲۔ ہماری انتہائے شوق کیا ہے

x۔ قتیل شفائی:

ا۔ اے پیارے لوگو سجدے میں جا کے مانگو دعا

vi۔ نثار ناسک:

ا۔ دل دل پاکستان جان جان پاکستان

دور سوم کے گیتوں میں نثار ناسک کے لکھے قومی گیت دل دل پاکستان جان جان پاکستان کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ گیت بھی دیگر مقبول عام قومی گیتوں کی طرح باقاعدہ دھن پر لکھا گیا۔ اپنی تخلیق کے فوراً بعد یہ عوام میں بے حد مقبول ہوا۔ اس گیت کی شاعری بہت سادہ ہے۔ سادہ الفاظ کے توسط سے ایک عام پاکستانی کے اپنے وطن کے بارے میں محبت بھرے جذبوں کا اظہار ملتا ہے۔ اس کے پیش کار شعیب منصور تھے اور شاعر نثار ناسک تھے۔ اس گیت کو سابق پاپ گروپ وائٹل سائنز نے گایا۔ گروپ کے ٹوٹ جانے کے باوجود ہر عوامی محفل میں جنید جمشید سے اس گیت کو گانے کی فرمائش کی جاتی۔ جنید جمشید نے مذہبی رغبت کی طرف بڑھتے ہوئے جھکاؤ کے بعد گائیکی کی دنیا کو خیر باد کہا مگر یہ گیت ہمیشہ ہر محفل میں گا کر حب الوطنی کا ثبوت دیتے۔ جیوے جیوے پاکستان کے بعد اس گیت نے بھی مقبولیت کے ریکارڈ توڑ دیے۔ جیوے جیوے پاکستان ایک دعا ہے جب کہ دل دل پاکستان کا قومی گیت عزم و ارادے کے جذبوں سے بندھا ہے۔ ادارۂ فروغ قومی زبان کے تعاون سے نثار ناسک کی یاد میں تعزیتی ریفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس تعزیتی ریفرنس میں دل دل پاکستان کے خالق اور جدید لہجے کے ممتاز شاعر نثار ناسک کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے افتخار عارف کہتے ہیں:

> ہمارے ہاں بہت سے شاعر دُھن پر نہیں لکھتے۔ دل دل
> پاکستان دھن پر لکھا گیا ایک کامیاب ملی نغمہ ہے (۶)

د۔　دورِ جدید (۲۰۰۰ء سے تاحال تک)

i۔ احمد رفیق اختر:

زمین و آسماں میں ہر زبان سے لا الہ نکلا

ii۔ الیاس عباس:

ا۔ اللہ میرا پاکستان جیوے جیوے

iii۔ ریاض الرحمن صغیر:

ا۔ اے میرے وطن تیز قدم تیز قدم ہو

۲۔ ہم پاکستان ہم پاکستان ہیں ہم سب کی یہ پہچان

iv۔ ساحر علی بگا:

ا۔ دل کی ہمت وطن اپنا جذبہ وطن

v۔ عاطف اسلم:

ا۔ تو خاص ہے تو کتنا خاص ہے

vi۔ نجم شیراز:

ا۔ پولیس کے جوان ہیں اللہ کا احسان ہیں

vii۔ میجر عمران رضا:

بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو بچوں سے ڈرتا ہے

۲۔ مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے

۳۔ کیسے بیان کروں میں پاکستان سے رشتہ

۴۔ جیوے بلوچستان جیوے پاکستان:

۵۔ شکریہ پاکستان شکریہ:

viii۔ ہارون (آواز گروپ)

ا۔ دل سے میں نے دیکھا پاکستان جاں سے میرا دھرتی پہ ایمان

گیتوں کی مقبولیت ہر دور میں مختلف بھی رہی۔ عوام الناس کے رجحانات اور پسندیدگی کے سبب مقبولیت کے پیمانے بدلتے رہے، مگر کچھ ایسے گیت بھی بہت مقبول ہوئے جو تحریک پاکستان کی جدوجہد کے دوران تخلیق ہوئے۔ یہ گیت اپنی تخلیق کے دور سے لے کر آج تک مقبول و معروف ہیں۔ ایک ہی گیت کو مختلف انداز میں ایک سے زائد مرتبہ مختلف گلوکاروں نے گا کر مقبولیت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے توسط سے قوم کی ذہنی و اخلاقی تربیت کی گئی۔ یہ قوم کے باطن کو سنوارنے اور ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مقبول ہونے والے گیتوں پر اولین گیتوں کا بھی اثر برابر دکھائی دیا۔ مقبول ہونے والے یہ گیت اپنے اندر موسیقیت اور ترنم کی خصوصیات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ قومی گیت اپنے روایت حصار سے نکل کر نئی منزلوں کی جانب رواں دواں ہیں۔ پاکستان میں گیتوں کا ارتقا خوش گوار رہا ہے۔ یہ گیت باقاعدہ دھنوں پر لکھے گئے۔ گیت نگار شعرا نے صرف دھن میں لفظ بھرنے کا کام نہیں کیا بل کہ موسیقی اور راگ کی کیفیت سے اپنے گیتوں کو ہم آہنگ کر دیا۔ گیتوں کے بول اور دھنوں کے حسین ملاپ سے لفظ سروں میں کھو کر موسیقی کی شان کو بڑھانے میں معاون بنتے ہیں، اور اس خصوصیت نے ان گیتوں کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ اس کی مثال حسن اکبر کمال کے لکھے اس گیت سے دی جا سکتی ہے۔ یہ گیت بہت مقبول ہوا۔ اس گیت کو جنید جمشید نے گایا۔ اس گیت میں حروف کی تکرار، صوتی مناسبت، آواز کا مدوجذر ترنم سے بھرپور انداز میں ابھرتا ہے۔ الفاظ کی تکرار سے موسیقی کی کیفیت برقرار رہتی ہے۔ اس طرح اس میں شروع سے آخر تک مجموعی طور پر موسیقانہ وحدت برقرار رہتی ہے۔ یہاں مصرعوں کے اختصار

اور طوالت سے نہ صرف رقص کی کیفیت آشکار ہوتی ہے بل کہ شاعر کی ذہنی اور قلبی کیفیت بھی نمایاں ہوتی ہے۔ حسن اکبر کمال کے اس دعائیہ گیت تیرا کرم مولا، کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"مولا!
ہو تیرا کرم مولا!
آئے یہاں خوش حالی کی بہار
کتنے برس سے ہے یہ انتظار
پاکستان جو تو نے ہے دیا
اِس کو زمیں پر جنت دے بنا
مولا!
ہو تیرا کرم مولا!"(۷)

اس گیت کے مصرعے سیدھے، صاف اور ڈھلے ہوئے ہیں۔ لفظوں کا ادبی استعمال اور مکھڑے انتہائی سادہ اور دل کش ہیں۔ فارسی اور عربی کے برعکس اردو زبان اور لفظوں کے بر محل استعمال، بول، سازاور دھن میں ڈھل کر بولتے اور رقص کرتے محسوس ہوتے ہیں۔ گیت نگار شعرا نے لفظ سازی کے ساتھ شعری سلیقہ برتنے کی ضرورت کو بھی مد نظر رکھا۔ اس تناظر میں یہ تمام گیت جیسے بشیر فاروق کا تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے، ریاض الرحمن کا ہم پاکستان ہم پاکستان ہیں، ساقی جاوید کا چاند میری زمیں پھول میرا وطن، شوکت تھانوی کا چاند روشن چمکتا ستارہ رہے، جمیل الدین عالی کا جیوے جیوے پاکستان، مسرور انور کا سوہنی دھرتی اللہ رکھے، صہبا اختر کا میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے، کلیم عثمانی کا یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے، فیاض ہاشمی کے یوں دی ہمیں آزادی، ملت کا پاسباں، نثار ناسک کا دل دل پاکستان، میجر عمران رضا کے مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے اور شکریہ پاکستان شکریہ، یہ تمام وہ گیت ہیں جو پاکستان کی ثقافتی پہچان ہیں۔ قوم کا کوئی فرد ایسا نہیں ہو گا جس نے ان گیتوں کو سنا نہ ہو اور سننے کے بعد ان پر جھوما نہ ہو۔ ان کے لب و لہجے نے دھوم مچادی۔ ہر خاص و عام ان کے اس لب و لہجے کا شیدائی ہو گیا۔ یہ گیت جذبات کو اس طرح متحرک کر دیتے ہیں کہ سننے اور پڑھنے والے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ بل کہ وہ جذبات اور گیتوں کے آہنگ میں بہتے، ڈوبتے اور اترتے ہوئے آگے تک چلے جاتے ہیں۔ یہ گیت عام فہم اور زود اثر زبان میں تحریر کیے گئے۔ شستہ، موثر اور بامعنی زبان نے ان کی مقبولیت میں اہم کردار ادا کیا۔ سادہ، خوب صورت اور دل نشین الفاظ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ ان گیتوں کے آسان بول اور مکھڑا بچوں، بڑوں، بوڑھوں سب کو یاد ہیں۔ یہ گیت صرف پاکستان میں ہی نہیں بل کہ عالمی سطح پر دنیا کے ہر اس گوشے میں گونجے جہاں پاکستانی آباد ہیں۔ خالد وحید کے گائے اس مقبول گیت کو جسے یومِ آزادی ۱۹۸۳ع کو پاکستان ٹیلی ویژن کے انعام یافتہ گیت کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کی موسیقی جاوید اللہ دتہ نے ترتیب دی اور سلطانہ صدیقی نے پرڈیوس کیا۔ آزاد رہنا ہے، آباد رہنا ہے، میں حسن اکبر کمال سادہ، شستہ الفاظ میں اس عزم و ارادے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آزاد رہنا ہے
آباد رہنا ہے
یہ گھر آباد رہنا ہے

چراغوں اور پھولوں سے وطن اپنا سجادیں گے
محبت اور محنت سے اسے جنت بنادیں گے
تقاضا وقت کا ہو گا تو جاں اِس پر لٹادیں گے
شجاعت کا سبب اہلِ وطن کو یاد رہنا ہے
آزاد رہنا ہے
یہ گھر آباد رہنا ہے"(۸)

ان مقبول گیتوں کے توسط سے یہ گیت نگار شعرا پاکستان کی پہچان بن کر صف اول کے شعرا کہلائے۔ ان کے لکھے یہ گیت دل کے تاروں کو چھو لیتے۔ ان گیتوں کی مقبولیت صرف آج تک ہی قائم نہیں ہے بل کہ آنے والے وقتوں میں بھی ان کی مقبولیت قائم رہے گی۔ ان گیتوں نے قوم کو متاثر کیا۔ شعرا کے ان اعلیٰ تخلیق کردہ گیتوں کو موسیقاروں نے خوب صورت دھنیں بنا کر اور گلوکاروں نے اپنی مترنم گائیکی سے امر کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گیت ہر دور میں مقبول و معروف رہے۔ مقبول ہونے والے ان گیتوں میں موضوع، زبان و بیان کی مضبوط گرفت، خوش سلیقگی سے شعریت کے عناصر کو برقرار رکھنے کا خاص اہتمام کیا گیا۔ ان تمام عوامل میں شعریت کے عناصر کو برقرار رکھنے میں کامیابی حاصل کی گئی۔ ان کا طرزِ فکر خالص شاعرانہ طرزِ فکر ہے۔ یہ طرزِ فکر جذباتی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ ان میں آمد کے برعکس آورد کی جھلک زیادہ توانائی کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔ چاہے وہ پاکستان کے پائندہ، قائم و دائم رہنے کی خواہش ہو، سرحدوں پر لڑی جانے والی جنگیں ہوں، تشخص و بقا، نظریے کی پاس داری، یک جہتی اور قومی اتحاد ہو، اسلامی کانفرنس کے تناظر میں اتحاد و اتفاق ہو، یا دہقانوں اور کسانوں کو خراجِ تحسین پیش کرنا ہو، ان تمام عوامل کو محب الوطن پاکستانی اور مسلمان ہونے کے ناطے محسوس کیا گیا۔ اس جذباتی آہنگ سے اس کا اظہار و ابلاغ کیا گیا۔ گیتوں میں طرزِ فکر کے شاعرانہ معیار پر ثابت قدم رہتے ہوئے حب الوطنی کے لازوال جذبات و احساسات کو برتا گیا۔ قافیہ، ردیف اور بحر کی پابندی کے بغیر شاعری میں موسیقی اور ترنم کا مجموعی اثر قائم رکھنا آسان نہیں۔ تاہم پیشتر گیت نگاروں نے جذبہ، خیال اور ذہنی ترنم کے مناسب الفاظ کا چنائو، صوتی تناسب و توازن، الفاظ کی تکرار، خیال کی کیفیت کے مطابق مصرعوں کا اختصار و طوالت ان سب کے فن کارانہ ملاپ سے شعریت کو برقرار رکھا گیا۔ اس طرح مختلف جذباتی، نفسیاتی اور فکری عناصر کو گیتوں میں سمونے، فنی ہم آہنگی اور موسیقانہ ربط عطا کرنے میں کامیابی حاصل کی گئی۔ خوب صورت شاعری، منفرد لہجوں، پر تاثیر انداز، سادہ حروف میں احساسات کو زبان دی گئی۔ جیسے میجر عمران رضا کے اس گیت بعنوان، شکریہ پاکستان، میں جدت اور تازگی ہے، اظہار میں نیا پن ہے اور اپنی مٹی سے شدید محبت اور وابستگی کا اظہار کتنے سادہ، نرم، شریں الفاظ اور پر خلوص، کھرے احساسات میں ہو رہا ہے:

"مٹی کے تعویذ بنا کے
نام وطن کا گلے لگا کے
ہر مشکل سے ہاتھ چھڑا کے
میرے سارے خواب بچا کے
بس اتنا کہنے آئے ہیں
شکریہ پاکستان، پاکستان شکریہ!

مسکرا پاکستان، پاکستان مسکرا!"(۹)

(آئی ایس پی آر، مرتب، ۲۰۱۸ء، جب تجھے روشنی کی ضرورت پڑے، ص ۸۵)

قومی گیتوں کی مقبولیت کی ایک بڑی یہ ہے کہ گیت یک سانیت کا شکار نہیں ہیں بل کہ ان میں قومی و حب الوطنی کے معاملات کو خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اولین گیت نگار شعرا نے اپنے اپنے انداز سے جس طرح گیتوں کو بلند مقام و مرتبے پر پہنچانے کا فریضہ انجام دیا اس طرح یہ سلسلہ رکا نہیں بل کہ عہد حاضر کے گیت نگار شعرا نے اسے مقبول اور ہر دل عزیز بنانے میں اپنا اپنا اہم کردار ادا کیا۔ دورِ حاضر میں گیتوں کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ گیتوں کو نئے نئے، بہتر انداز میں ڈھالنے کا رجحان تیزی کے ساتھ رواج پا رہا ہے۔ قومی گیتوں کا اپنا خاص اسلوب ہے، ان میں روایات کا احترام کرتے ہوئے نئی جدتوں کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ جس سے گیتوں کے انداز، اسلوب اور انہیں برتنے کے طریقوں میں خوب صورتی اور نکھار پیدا ہو گیا ہے۔ ان میں روانی، بے ساختگی، بے تکلفی، برجستگی، شاعرانہ حسن، غنائیت اور جمالیات جیسی خوبیاں ہونے کی وجہ سے سننے والوں کے دلوں میں نقش کرنے اور گنگنانے کی صلاحیت موجود ہے۔ مہر النساء عزیز قومی گیتوں کی شہرت کے حوالے سے یہ اقتباس اگرچہ جمیل الدین عالی کے تحریر کردہ گیتوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتی ہیں مگر در حقیقت یہ تعریف ان تمام مقبول گیتوں پر پوری اترتی ہے:

> "قومی گیتوں کی شہرت نے خواص سے بلند ہو کر اور عوام کے دلوں میں داخل ہو کر ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ان قومی گیتوں کی شہرت نے پہلی بار ریڈیو سے فلمی گانے کے اقتدار کو توڑ دیا۔ ایک بڑے نشریاتی ادارے کا مزاج اس انداز سے تبدیل کر دینا ایک ایسا کارنامہ تھا جس نے نئی نسل کے ذہنوں کو بہت متاثر کیا۔"(۱۰)

آج کل قومی گیتوں کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ عصرِ حاضر کے گیت نگار شعرا گیتوں میں جدت اور نئے تجربے لانے میں مصروفِ عمل ہیں۔ انہوں نے اولین گیت نگار شعرا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نئے نئے انداز ایجاد کیے اور گیتوں کی صنف کو میعار بخشا۔ اس طرح اپنے تجربات اور احساسات سے گیتوں کے سرمایہ کو مالا مال کیا۔ گیت کی تیاری میں اجتماعی عمل سے کام لیا جاتا ہے۔ اس عمل میں شریک ہر ذہن اپنے اپنے طور پر گیت کی تخلیق میں حصہ لیتا ہے۔ شاعر سے لے کر گلوکار، موسیقار اور پروڈیوسر تک قومی گیت کئی مراحل طے کرتا ہے اور موسیقی میں ڈھل کر لازوال بن جاتا ہے۔ ان تمام گیتوں میں خوش سلیقگی سے لفظوں کو تراش کر ترتیب دی ہوئی مخصوص دھنوں کے سانچے میں ڈھالا گیا تبھی یہ گیت کامیاب ہوئے۔ شعرا نے اپنے شعری ذہن سے کام لیتے ہوئے اردو کے سادہ اور دل کش الفاظ منتخب کیے۔ الفاظ کے اس انتخاب میں موسیقی کی تکنیکی باریکیوں کو بھی بہ طور خاص مد نظر رکھا گیا۔ یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

سُر اور تال گیتوں کا لازمی جزو ہیں۔ گیتوں کو تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ گا کر بھی پیش کیا گیا۔ ان گیتوں کی دھنیں مختصر، سادہ اور موثر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی جذبوں اور حب الوطنی کی ترجمان ہیں۔ ان کو سننے کے بعد آزادی وطن کی سرشاری، قومی نصب العین، حب الوطنی کا احساس ابھرتا ہے۔ پر جوش، پر تاثیر اور ولولہ انگیز موسیقی، خوب صورت شاعری اور دل نشین شاعری کے امتزاج نے ان گیتوں کو دوام بخشا۔ قومی گیتوں کی مقبولیت میں موسیقی کے نت نئے آلات نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ موسیقی کے

نئے جدید آلات کی وجہ سے گیت محض ریڈیو یا ٹیلی ویژن تک محدود نہیں رہے بل کہ ٹیپ ریکارڈر، سپیکرز، کیبل، واک مین، سی ڈی پلیئر، انٹرنیٹ، آئی پوڈز، ایم پی تھری کے آلات کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ چھوٹے چھوٹے موسیقی کے آلات کے سبب چلتے پھرتے اپنے پسندیدہ قومی گیتوں کو سنا اور دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ گیت قومی زبان اردو اور اپنے ماحول کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ عوامی امنگوں کے ترجمان ہیں۔ دورِ حاضر میں اردو شعرا کا گیتوں کے ساتھ مستحکم رشتہ نظر آتا ہے۔ ان میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو گیتوں کے لیے ضروری ہوتے ہیں، تبھی ان میں دل کشی اور دل موہنے والی کیفیت پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پڑھنے اور سننے والوں کو اپنی جانب مائل کرتے ہیں۔ ان میں پاکستان کی تہذیب و ثقافت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ پاکستان کا ماحول، معاشرت اور اس خاص تہذیب کو پرو دیا گیا جو اس کی شناخت ہے۔ قوم کی اقتصادی زندگی، سیاسی عوامل کی تصویر کشی، کسانوں، جاگیر داروں، امن، ترقی، خوش حالی، حب الوطنی کا تذکرہ آسان زبان اور سادہ اسلوب بیان کے ذریعے کیا گیا۔ اس طرح گیتوں کا جادو عام فہم شکل میں ضروری شعری حسن اور لوازمات کے ساتھ قوم تک پہنچا ہے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حسن کمال اکبر، خوشبو جیسی بات کرو، کراچی، آر کے پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص: ۱۳۲

۲۔ مہر النساء عزیز، جمیل الدین عالی کی تحریروں میں پاکستانیت، کراچی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۱۶

۳۔ ارشد ملک، مرتب، جیوے پاکستان، راولپنڈی: نواب سنز پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص: ۷

۴۔ انور جبیں قریشی،، مرتب، تجھ کو معلوم نہیں (فلمی نغمات)، لاہور، القمر انٹر پرائزرز، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۶۲

۵۔ قرۃ العین طاہرہ، ڈاکٹر، صہبا اختر: شخصیت اور فن، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۸۷

۶۔ افتخار عارف، بیاد نثار ناسک، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان)، مشمولہ ماہ نامہ اخبار اردو، جولائی ۲۰۱۹ء، ص ندارد

۷۔ حسن کمال اکبر، خوشبو جیسی بات کرو، کراچی، آر کے پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص: ۹

۸۔ حسن اکبر کمال، ایضا، ص: ۱۷

۹۔ عمران رضا، میجر، شکریہ پاکستان، مشمولہ جب تجھے روشنی کی ضرورت پڑے، ۲۰۱۸ء، راولپنڈی، ہلال پبلی کیشنز ص: ۸۵

۱۰۔ مہر النساء عزیز، جمیل الدین عالی کی تحریروں میں پاکستانیت، کراچی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۱

References in Roman Script:

1. Hassan Kamal Akbar, khushboo jaisi baat karo, Karachi, Rk, publishers,1999, p.132
2. Mehr-un Nisa Aziz, Jameel-ud-Din Ali ki Tehreeron main Pakistnt, Karachi, Study center,2000, p.116
3. Arshad Malik, Jeye Jeye Pakistan, Rawalpindi, Nawab Sons publications,2010, p. 7
4. Anwar Jabeen Qureshi, (Murattib), Tujh ko Maloom Nahin (Filmi Naghmaat), Lahore, Al-Qamar enterprises,2003, p.162
5. Qurratul Ain Tahira, Doctor, Sehba Akhtar, Shakhsiyat aur Fun, Islamabad, academy Adabiyat Pakistan,2010, p.187
6. Iaaftikhar Arif, Bayaad e a Nisar Nasik, Islamabad, Idara e Farogh-e- Qomi Zaban (Muqtadara Qomi Zaban, Mashmoola Akhbar-e- urdu, July 2019, p. nadarad

7. Hassan Kamal Akbar, khushboo jaisi baat karo, Karachi, Rk, publishers,1999, p.9
8. Ibid, p.17
9. Imran Raza, Major, sukhriya pakistan, Mashmoola Jab Tujhe Roshni ki zarurat pare,2018, Rawalpindi, Hilal publications, p.85
10. Meherunnisa, Aziz, Jameel-u-Din Aali ki Tehreeon main pakistanit, Karachi, Pakistan study center,2000, p.16